

رپورٹ
مفتی
قاری محمد حکیم
مولوی حبیب اللہ

جہاد افغانستان اور دارالعلوم حقانیہ

جب سے جہاد افغانستان شروع ہوا ہے، تب سے دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور طلبہ ہر اہل دست کے طور پر عملاً جہاد افغانستان میں شریک رہے ہیں دارالعلوم کے قواعد میں بھی مجاہد طلبہ سے خصوصاً رعایت برقی جاتی ہے یہاں کے اکابر، مشائخ اور اساتذہ بھی خصوصی شفقت اور رہنمائی کرتے ہیں، حالیہ عید الاضحیٰ کے تعطیلات میں اور اس سے قبل سالانہ تعطیلات میں دارالعلوم کے طلباء کی بعض جماعتوں نے جہاد میں شرکت کی، غیرت و حمیت کی سرزمین افغانستان کے معرکہ کارزار سے واپس آنی والے بعض طلبہ سے احقر نے ان کی مادری زبان پشتو اور فارسی میں رپورٹیں حاصل کیں، ذیل میں اردو زبان میں مرتب کس کے پیش خدمت ہیں۔

محمد طاہر فاروقی

۱۴۰۶ھ کی عید الاضحیٰ کی تعطیلات قریب آرہی تھیں، ہم نے کوشش کی اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے مشورہ کیا کہ طلباء تعطیلات میں گھروں کو جانے کی بجائے سنگر (محاذ جنگ کا نام ہے) کے جہاد میں شریک ہو جائیں۔ دارالعلوم کے اساتذہ اور طلبہ کی باہمی مشاورت کے بعد ہماری جماعت نے جہاد میں شریک ہونے کا باقاعدہ فیصلہ کر لیا، چنانچہ روانگی سے قبل ہم لوگ حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ عصر کا وقت تھا۔ دارالعلوم کے دوسرے اساتذہ کے علاوہ مولانا عبد القیوم حقانی صاحب بھی وہاں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے ہمیں دیکھا تو فوراً حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے ہماری جماعت

کا تعارف کرایا اور جہاد پر روانگی کے عزم سے انہیں آگاہ فرمایا۔ حضرت شیخ نے حقانی صاحب کی باتیں بڑی توجہ سے سنی اور ہماری زبردست ہمت افزائی کی، ڈھیروں دعاؤں سے نوازا، چنانچہ آپ کی توجہ اور پُر خلوص دعاؤں اور بڑی کشادہ دلی سے چھٹی واجازت مرحمت فرمانے کے بعد ہم لوگ سفر جہاد پر روانہ ہو گئے۔ ہماری جماعت کے رفقاء کی تعداد ۱۳ تھی، ہر ایک ساتھی سودائے عشق سر میں سمائے بڑی خوشی اور مسرت سے آگے بڑھ رہا تھا۔ میدانِ کارزار میں پہنچنے کے لئے ہر ایک بے تاب تھا کہ رزمک کے مقامِ استاد محترم فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب سے بھی ملاقات ہو گئی اور ان کی دعائیں حاصل کیں۔ رزمک سے آگے مکین نامی جگہ پر مسعود وزیر دو قبیلوں کے آپس میں جھگڑے اور فساد کی وجہ سے راستہ بند تھا، چنانچہ مسلح افراد نے ہماری گاڑی کو روک دیا اور جب ہم نے انہیں سمجھایا کہ ہم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے طلباء ہیں اور حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کے تلامذہ ہیں اور ان کے حکم پر تعطیلات میں جہاد کے لئے جا رہے ہیں تو انہوں نے بڑا اکرام کیا، دیدہ و دل پختہ اور کئے اور راستہ کھول دیا، تو خیریت کے ساتھ ہم وانا پہنچ گئے، جب وانا سے بھی رخصت ہو کر پاکستان کی آخری بونڈری انگوڑا ڈھ پہنچے وہاں ہمارے مرکز مجاہدین کے رفقاء نے پیسے ہم کو ”کوہ از براقی“ جو کہ مجاہدین طلبہ کا ایک اہم جہادی مرکز ہے، لائے، وہاں ہمارے اکرام میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا، جس کے مقررین اکثر دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء تھے اور عجیب حسن اتفاق ہے کہ جہاد افغانستان کے دیگر اہم مراکز کی طرح ہمارے اس مرکز کے تمام کمانڈر امیر، خازن وغیرہ ارکانِ علم سب دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء ہیں، ہمیں حقانی برادری میں پہنچ کر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اپنے گھر پہنچ گئے ہیں۔

اس اہم مرکز کے سرپرست مولانا عبدالوارث فاضل دارالعلوم حقانیہ ہیں۔ اسی طرح اس کے امیر مولانا نصیب خان ہیں اور مولانا نور محمد صاحب، مولانا صالح الدین بھی اس مرکز کے اہم ارکان ہیں اور احقر محمد حکیم متعلم دارالعلوم حقانیہ شریک دورہ حدیث اس مرکز کا ناظم ارتباط کشف ہے۔

ہر حال ہماری جماعت مرکز میں پہنچی اور گذشتہ دو مہینے کی کامیابیوں کی روئیداد سن کر بڑے خوش ہوئے لیکن یہ خوشی دیر تک قائم نہ رہ سکی کہ اس موقع پر ہمارے مرکز کے ایک نوجوان مجاہد طالب علم جناب محمد عارف شہید کی شہادت کی اطلاع ملی۔ شہید محمد عارف، نور الرحمن فاضل دارالعلوم حقانیہ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ شہید محمد عارف نے صبح سویرے غسل کر کے نئے کپڑے پہن لئے، ساتھیوں نے بتایا کہ ان کے چہرے پر انوار کی روشنی تھی اور اسی روز سودائے عشق اور شوق شہادت کی تمنّا میں بونہ وغیرہ کم کر دیا تھا، جب وہاں کے ایک مجاہد عبداللہ نے ان کو بہت چھیڑا اور تنگ کر کے

دریافت کیا۔ آج آپ کیوں خاموش ہیں اور باتیں نہیں کرتے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ آج میں بہت دلچسپ اور روح افزا مناظر دیکھ رہا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔ نماز ظہر کا وقت قریب ہوا تو محمد عارف نے وضو بنایا اور دشمن کے ہوائی جہازوں کے گرانے والے مجاہدین کے مورچہ میں پوزیشن سنبھال لی کہ اچانک دشمن کے توپ خانے سے گولہ باری شروع ہوئی۔ محمد عارف اس وقت بارگاہ صمدیت میں سجدہ ریز تھے کہ دشمن کی گولی نے انہیں حقیقتاً قرب خداوندی اور وصال کی دائمی لذتوں سے آشنا کر دیا۔ محمد عارف بڑا خوش نصیب تھا کہ نماز پڑھتے جام شہادت نوش کر لیا۔

مجاہدین نے محمد عارف کو چار روز تک اس کی تازگی اور خندہ جینی کی وجہ سے زیارت و ملاقات کرتے رہے اور بوجہ جہاد کے تدفین کی فرصت نہ مل سکی۔ پانچویں روز موقع ملا تو مجاہدین نے اپنے شہید ساتھی کو اللہ کے سپرد کر دیا۔ لوگ عید الاضحیٰ کے موقع پر گائے بکری کی قربانی کر رہے تھے، محمد عارف نے اپنی قربانی پیش کر دی جس پر قبولیت کے آثار ہو رہے تھے۔

عشق کی معراج پنہاں ہے شہادت میں

چھری لاؤ ہمیں بھی اپنی قسمت آزمانے دو

اس کے بعد ہمارے ارد گردی بنجیب دشمن کے فوجوں کے درمیان جنگ شدت کو پہنچ گئی، روزانہ سو سے زائد میزائل اور ہاوان توپ اور راکٹ لانچروں سے مجاہدین حملے کرتے، چونکہ عید الاضحیٰ کے دن قریب آگئے تو مجاہدین نے بھی عید کے دن اپنے دفاع اور ردی دشمن پر بڑے حملے کی تیاریاں کیں، چنانچہ اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے جب مجاہدین مورچے تقسیم کر کے ایک دوسرے کو رخصت کرتے تو ایک عجیب سا منظر ہوتا، مسرت اور خوشیاں ہوتیں، مجھے زندگی میں ایسی خوشی کبھی نصیب ہوئی، ہر مجاہد اپنے خیال و تصور عزائم اور شہادت یا فتح مندی کے خوابوں اور حسین تصورات میں مچلا ہوا نظر آتا تھا۔

افغان حکومت نے سرکاری سطح پر عید الاضحیٰ کا اعلان کر دیا تھا تو مجاہدین نے اس موقع کو غنیمت جانا اور بھرپور جملہ شروع کر دیا، جس کے جواب میں حکومت نے بارہ ٹینک اور پانچ زری پوش اور ہزار ہا فوج اور ہوائی جہاز استعمال کئے۔ بمباری نے ایسی تباہی مچائی کہ درندے بھی سر چھپائے پھرتے تھے۔ مجاہدین نے بڑی ثابت قدمی، اولوالعزمی اور استقلال کا ثبوت دیا، دشمن کو پسپا ہونا پڑا۔ بی بی سی ریڈیو کے مطابق روسی بنجیب لشکر میں تین ٹینک اور ایک زرہ پوش اور پچاسی فوجی ہلاک ہو گئے۔ مجاہدین کو بھی کافی نقصان پہنچا۔

اس معرکہ میں جناب مولوی زر کلام خان، فاضل دارالعلوم حقانیہ کے بھتیجے طالب علم

عصام الدین اکیس سال کی عمر میں شہید ہو گئے، عصام الدین شہید کو جب اپنے گھر لایا گیا تو انہوں نے میدانِ کارزار میں جب زخمی ہوئے تھے، ایک پرچہ لکھ لیا تھا جو ان کی جیب میں موجود تھا جس میں یہ الفاظ لکھے تھے۔ میرا نام عصام الدین معصومی ہے، ارمانِ شہادت لئے ہوئے ہوں اور مجھ کو محمد عارف شہید کے قریب دفن کرنا اور مجاہدینِ خبردار فقط یہ الفاظ ابھی لکھے تھے کہ شہید ہو گئے۔

جناب شہید عصام الدین ایک خوبصورت نوجوان تھے جس کی شادی شہادت سے تقریباً ایک ماہ قبل ہوئی تھی، لیکن عصام الدین شہید عید الاضحیٰ کی چھٹیوں میں گھر جاتے وقت ارگون میں جنگ شروع ہونے کی اطلاع پا کر گھر جانے کی بجائے مرکزِ جہاد ارگون تشریف لے گئے اور وہاں سے دارِ آخرت کا سفر اختیار کر کے شہیدوں کی ایسی لبتی میں پہنچ گئے جہاں دوبارہ کسی پر موت نہیں آئے گی۔ اسی طرف ہمارے طبیب و ساتھیوں میں شاہ علم خان قریشی بھی جامِ شہادت پی کر دائمی زندگی کی سند حاصل کر گئے۔

اس میدانِ جنگ میں مولوی گل شریف خان فاضل دارالعلوم حقانیہ کے حقیقی بھائی تیس سال کی عمر میں شہادت کی عظمت سے سرفراز ہوئے۔ مولوی سید اعظم دارالعلوم حقانیہ کے فاضل زلفہ خان کے بھائی ہیں اٹھائیس سال کی عمر میں شہید ہو گئے اور مجاہدین ایک نڈر فوجی کمانڈر سے محروم ہو گئے۔ میرے چچا زاد بھائی اوٹے خان، جو شجاعت اور دلیری میں ضرب المثل تھے، نے جامِ شہادت نوش کیا۔ جناب حاجی گلدر خان جو مولوی محمد اسماعیل شریک درہ حدیث دارالعلوم حقانیہ کے ماموں ہیں شہیدوں کی صف میں باقاعدہ داخل ہو گئے۔ نامور شہید گلدر خان نے جہاد افغانستان کے ابتداء میں ابو ظہبی کا ویزہ کینسل کر کے ہمیشہ کے لئے جہادِ راہِ حق میں زندگی بسر کرنے کا فیصلہ کیا تھا، بالآخر عید الاضحیٰ کے روز اپنی دیرینہ تمنا کی تکمیل کے مرحلہ سعادت اور مقام شہادت سے سرفراز ہوئے۔

دارالعلوم حقانیہ کے قابلِ فخر روحانی فرزند اور کامیاب مدرس اور کمانڈر مولانا عبدالوارث شہید زخمی ہوئے جو دارالعلوم کے نامور فضلاء میں سے ہیں جنہوں نے دارالعلوم حقانیہ سے فارغ ہونے کے بعد مختلف دینی مدارس میں قاضی، حمد اللہ، صدر، جلالین اور مشکوٰۃ شریف کی تدریس بھی کرتے رہے۔

افغانستان کی تاریخ میں یہ جنگ شدید قرار پائی، مجاہدین ٹینکوں سے ٹکرا گئے، دستِ بدست گھمسان کارن پڑا، مجاہدین نے بندوٹوں کو لاکھٹیوں کے طور پر استعمال کیا۔ بہر حال عید الاضحیٰ کے ایام تھے مگر شہداء نے حضرت اسماعیل علی نبیہ علیہ السلام کی قربانی کی یاد میں حقیقی طور پر اپنے جانوں کو قربان کر دیا۔ اس موقع پر مجاہدین نے روسی نجیبی حکومت کے کئی ایک طیارے بھی مار گرائے اور تین ٹینکوں کو تباہ کر دیا اور ان کے پچاسی^{۸۵} فوجیوں کو قتل کر ڈالا، ایک فوجی چوکی جو ارگون سے قریب ہے، مجاہدین کے میزائل

کانشانہ اور جنگ سے قبل آٹھ فوجی، مجاہدین کے سامنے تسلیم ہوئے۔

۲۸ اگست ۱۹۸۷ء کو داپسی ہوئی، حضرت اقدس شیخ الحدیث مدظلہ سے جہاد افغانستان کی رپورٹ بیان کی، حضرت مدظلہ نے ڈھیروں دعاؤں سے نوازا، شہیدوں کے لئے طلباء اور اساتذہ کے ایصالِ ثواب اور رفع درجات کی دعا کی تاکید فرمائی، اپنی محبت، بھری گفتگو اور شفقت سے ہمارے حوصلے بڑھائے۔

صوبہ ننگر سے ہمارے ایک مجاہد طالب علم حبیب اللہ عرف، امام رشاد، جو دارالعلوم حقانیہ میں زیر تعلیم ہیں، دارالعلوم کے والانہ پھٹیوں میں افغانستان سنگر جہاد میں شرکت کی اور اب انہوں نے مندرجہ ذیل رپورٹ بیان کی۔

مجاہدین نے اتفاق اور ثبات، قادی کے ساتھ جلال آباد کے ایئرپورٹ پر یکم اپریل ۱۹۸۷ء ۱۲ B.M. 70 "میزائل سے دشمنوں پر بہادرانہ حملہ کیا، یہ جنگ تقریباً تین گھنٹوں تک جاری رہی، اسی جنگ میں ہم نے ان سے درجیت، چارٹرڈ اور چارٹرڈ ٹینک، چند توپیں تباہ اور پینتیس روسی فوجیوں کو ہلاک کر دیا، آئی، بعد ہمارے مجاہدین نے روسی فوجیوں کے رہائش گاہ پر بھی حملہ کر دیا، جن میں تقریباً تین ہزار کے لگ بھگ انراج سکوت، پذیر ہے، مجاہدین نے ان پر بھی قتل و غارت شروع کر کے تین روسی کمانڈر اور پندرہ انڈین فوجیوں کو ہلاک کر دیا اور ان کے دیگر سینکڑوں افراد شدید زخمی ہو گئے، اور مجاہدین نے ان سے بہت سا مال غنیمت میں حاصل کیا اور بھما اللہ اس موقع پر ہمارے کسی فرد کو معمولی نقصان بھی نہیں پہنچا۔

چار اپریل کو پھر ہمارے مجاہدین نے روسیوں کے ایک دوسرے قلعے پر حملہ کر دیا، جو جلال آباد کے ایک تحصیل چپرہ میں واقع تھا اور مجاہدین کے شدید حملے سے وہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے اور بھما اللہ ہمیں بہت کچھ مال غنیمت موصول ہوا، یہ عظیم شکاری صبح رات بجے ۱۲ بجے تک جاری رہی، دشمنوں کے درٹینک اور ایک راکٹ لانچر کو جلا دیا گیا، گیارہ روسی افسر اور پندرہ عام فوجی قتل کر دیئے گئے اور ہم رگ، خرات، اڈا کے فسیل و کرم سے ۲۱ مئی کو دارالعلوم حقانیہ خیر و عافیت سے پہنچ گئے، اپنے اساتذہ و مشائخ کو حالات سنائے اور فتح مندوں سے ہمارے حوصلے اور جذبہ بڑھے۔

